حضور مفتی اعظم
مولانا مصطفی رضا خان
مدیر
ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی
معاونین
مفتی عبد الرشید ہمایوں المدنی
مفتی محمد احتشام قادری
www.facebook.com/darahlesunnat

سلسلہ: واعظ الجمعہ

عنوان: حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفی رضا خان

مدیر: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

مُعاونین: مفتی عبدالرشید ہمایوں المدنی، مفتی محمد احتشام قادری

عددِ صفحات: ۲۶

سائز: 13×21

ناشر: ادارۂ اہلِ سنّت کراچی

: idarakhutbatejuma@gmail.com

:00971559421541

:00923458090612

www.facebook.com/darahlesunnat

آن لائن

۱۴۴۶ھ/۲۰۲۴ء

حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفی رضا خان

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ والسّلامُ على خاتمِ الأنبياءِ والمرسَلين، وعلى آلهِ وصحبهِ أجمعين، أمّا بعد: فأعوذُ باللهِ مِن الشّيطانِ الرّجيم، بسم الله الرّحمنِ الرّحيم.

حضور پُر نور، شافِعِ یومِ نشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّهمّ صلِّ وسلِّم وبارِك على سيِّدِنا ومولانا وحبيبِنا محمّدٍ وعلى آلهِ وصَحبهِ أجمعين.

برادرانِ اسلام! علمی اعتبار سے خانوادۂ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا کا عالَمِ اسلام پر بالعموم، اور برِّ صغیر پاک وہند پر بالخصوص اِحسانِ عظیم ہے، اس خاندان میں ایسی متعدّد عظیم ہستیاں گزری ہیں، جن کے فیضانِ علم وحکمت سے دنیا بھر کے مسلمان فیضیاب ہو رہے ہیں، اسی خانوادۂ رضا کے ایک چشم وچراغ شہزادۂ اعلی حضرت، تاجدارِ اہلِ سنّت، ابو البرکات حضور مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری قادری برکاتی رضوی کی ذاتِ گرامی ہے۔

ولادتِ باسعادت

حضور مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری رحمہ اللہ کی ولادتِ باسعادت بائیس ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ جولائی ۱۸۹۳ء کو محلہ سوداگران، بریلی شریف (ہندوستان) میں ہوئی[1]۔

---

(۱) انظر: "شيخٌ من مشايخ الهند المفتي الأعظم مصطفى رضا خانْ" حديث الصبا، صـ ۱۱.

اسمِ گرامی

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام "محمد" تجویز فرمایا، اور اسی نام پر عقیقہ بھی ہوا، البتہ عُرفی نام "مصطفی رضا" رکھا گیا، جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پیر و مرشد شاہ ابو الحسین احمد نوری مارَہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضور مفتیٔ اعظم کا اسمِ گرامی ابو البرکات محی الدین جیلانی تجویز فرمایا، لیکن حضور مفتیٔ اعظم نے اپنے عُرفی نام "مصطفی رضا" سے زیادہ شہرت پائی[1]۔

حضور مفتیٔ اعظم کا بچپن

حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفی رضا خان نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی بچپن ہی سے نہایت اعلیٰ صفات سے متّصف تھی، اس بات کی گواہی دیتے ہوئے قطبِ مدینہ علّامہ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اعلیٰ حضرت جب "دار الِافتاء" میں تشریف فرما ہوتے، تو کبھی کبھی شہزادۂ اصغر (مولانا مصطفی رضا خان) حاضر ہوتے، بارگاہِ رضا میں شہزادۂ رضا کی حاضری کا اتنا پیارا انداز ہوتا کہ قربان ہونے کو جی چاہتا، جو بھی دیکھتا پکار اٹھتا کہ بلاشبہ یہ مادر زاد ولیٔ کامل ہیں، عارفِ حق آگاہ اور مُرشِد ربّانی ہیں، اس کے علاوہ کسی اَور سے ایسا عرفانی عمل متوقع نہیں ہو سکتا تھا"[2]۔

حضور قطبِ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہیں کہ "(مولانا مصطفی رضا) آہستہ سے آتے، اور دوزانوں مؤدّب سرکارِ رضا میں بیٹھ جاتے، یعنی شریر بچوں کی طرح نہ ہنگامہ کرتے، نہ کاندھوں پر دَوڑتے، نہ سامان کو اٹھاتے پھینکتے، اُس وقت آپ کی عمر شریف صرف چار ۴ سال کے قریب تھی، سارے احباب و تلامذہ

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، اسمِ گرامی، ص۱۰۲، ملخصاً۔
(۲) دیکھیے: "مختصر سوانح حضور مفتیٔ اعظم ہند" ڈیجیٹل ایڈیشن، اعلیٰ حضرت ڈاٹ کام۔

نے حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت پر امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مبارک بادیں پیش کیں، امام احمد رضا نے فرمایا کہ "اللہ تعالی آپ کی زبان مبارک کرے، میں دِین کا ادنیٰ خادِم ہوں، اور میری دِلی تمنّا ہے کہ میرا بیٹا بھی دِین کی خدمت کو ہی اپنا شِعار بنائے"(۱)۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

شہزادۂ اعلی حضرت، مفتی مصطفی رضا قادری نوری نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد امام اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور برادرِ اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پائی، بالخصوص حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم وتربیت کے لیے خاص طَور پر متعیّن کیا گیا۔

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین ۳ سال کی عمر میں ناظرہ قرآنِ کریم کی تکمیل فرمائی۔ اٹھارہ ۱۸ سال کی عمر میں اپنی خداداد ذہانت اور اساتذۂ کرام کی محنت، شفقت اور توجّہ کی بدَولت، تمام معروف علوم وفنون پر عبور حاصل کیا، اور مرکزِ اہلِ سنّت "منظرِ اسلام" بریلی شریف سے تکمیلِ فراغت پائی(۲)۔

اساتذہ ومشایخ

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن اساتذہ ومشایخ سے عُلومِ دِینیہ کی تکمیل کی اور درس لیا، ان میں چند حضرات کے اسمائے گرامی خاص طَور پر قابلِ ذکر ہیں:

(۱) امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا (۲) حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا (برادرِ اکبر) (۳) شمس العلماء علّامہ ظُہور الحسین فاروقی رامپوری (۴) علّامہ رحم الٰہی مظفرنگری

---

(۱) ایضاً۔

(۲) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، تعلیم وتربیت، صـ۱۰۴، ملخصاً۔

(۵) علّامہ سیّد بشیر احمد علی گڑھی[۱]۔

بیعت واِجازت

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا نے اپنے شہزادے مولانا مصطفی رضا کو جس وقت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت کروایا، اُس وقت حضور مفتیٔ اعظم کی عمر شریف چھ ٦ ماہ تین ۳ دن تھی، سیّد المشایخ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمہ اللہ تعالی نے داخلِ سلسلہ فرمانے کے بعد، آپ رحمہ اللہ تعالی کو تمام سلاسل کی اِجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا، اور بِشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ "یہ بچہ (بڑا ہو کر) دین وملّت کی خدمت کرے گا، اور مخلوقِ خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا، یہ بچہ (مادَر زاد) ولی ہے، اس کی نگاہ سے لاکھوں گمراہ انسان دینِ حق پر قائم ہوں گے، اور یہ فیض کا دریا بہائے گا!"[۲]۔

نیز امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا نے بھی اپنے نورِ نظر، لختِ جگر، خلفِ اصغر حضور مفتیٔ اعظم رحمہ اللہ تعالی کو جمیع اَوراد واَشغال، اَوفاق واعمال، اور جمیع سلاسلِ طریقت میں اِجازت وخلافت سے نوازا[۳]۔

مُعاصِرین

شہزادۂ اعلی حضرت، حضور مفتیٔ اعظم کے مُعاصِرین میں بہت بڑے بڑے نام ہیں، ان میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

---

(۱) انظر: "شيخٌ من مشايخ الهند المفتي الأعظم مصطفى رضا خانْ" صـ۱۳.
"جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، تعلیم وتربیت، صـ۱۰۴، ملخصاً۔
(۲) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" بابِ اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، مرشدِ کامل کی بشارت، صـ۱۰۳، ۱۰۴۔
"تذکرۂ محدّثِ اعظم" مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری بریلوی، ۱/۸۷، ۸۸۔
(۳) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" بابِ اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، اجازت وخلافتِ رضا، صـ۱۰۴، ملخصاً۔
"تذکرۂ محدّثِ اعظم" مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفی رضا خان نوری بریلوی، ۱/۸۸۔

(۱) صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی (۲) صدر الاَفاضل علّامہ سیّد نعیم الدین مرادآبادی (۳) ملک العلماء علّامہ ظفر الدین بہاری (۴) علّامہ شاہ محمد حبیب اللہ قادری میرٹھی (۵) سفیر اسلام شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی (۶) مفتی برہان الحق جبلپوری (۷) محدّثِ اعظم ہند سیّد محمد اشرفی کچھوچھوی (۸) حافظِ ملّت علّامہ شاہ عبد العزیز محدّث مرادآبادی (۹) مفتی غلام جان ہزاروی (۱۰) صدر العلماء علّامہ غلام جیلانی میرٹھی (۱۱) مجاہدِ تحریک پاکستان علّامہ عبد الحامد بدایونی (۱۲) شیرِ بیشۂ اہلِ سنّت علّامہ حشمت علی خان (۱۳) ابو البرکات علّامہ سیّد احمد قادری (۱۴) مجاہدِ ملّت علّامہ شاہ حبیب الرحمن قادری (۱۵) علّامہ قاضی شمس الدین جونپوری (۱۶) سیّد شاہ محمد مختار اشرف اشرفی کچھوچھوی (۱۷) علّامہ سیّد عبد الرشید مظفرپوری رحمۃ اللہ علیہم[1]۔

عُلوم وفنون میں مہارت

حضور مفتیٔ اعظم نہایت بلند پایہ عالمِ دین تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو متعدّد عُلوم وفنون پر مہارتِ تامّہ اور عبور حاصل تھا، جن علوم وفُنون پر حضور مفتیٔ اعظم ہند کو عبور حاصل تھا، اُن میں سے چند کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) علمِ قرآن (۲) علمِ تجوید (۳) علمِ تفسیر (۴) علمِ عقائد وکلام (۵) علمِ حدیث (۶) اُصولِ حدیث (۷) اُصولِ فقہ (۸) علمِ نَحو (۹) علمِ صَرف (۱۰) علمِ ادب عربی (۱۱) علمِ مَعانی (۱۲) علمِ بیان (۱۳) علمِ بدیع (۱۴) علمِ منطق (۱۵) علمِ مُناظرہ (۱۶) علمِ فلسفہ (۱۷) علمِ حساب (۱۸) علمِ ہَندسہ (۱۹) علمِ سِیَر (۲۰) علمِ تاریخ (۲۱) علمِ لُغت (۲۲) علمِ ادب (۲۳) علمِ اسماء الرِجال (۲۴) علمِ فرائض

---

(۱) دیکھیے: "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" خلفائے اعلیٰ حضرت (پاک وہند) ص۱۲۲-۲۷۶، ملتقطاً۔

(۲۵)علمِ عروض(۲۶) علمِ قَوافی(۲۷)علمِ تَوقیت(۲۸)علمِ زِیجات(۲۹)علمِ تصوُف (۳۰) علمِ سُلوک (۳۱)علمِ خطِ نستعلیق(۳۲)علمِ نظم ونثر(فارسی)وغیرہ[1]۔

درس وتدریس

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حُصولِ علم سے فراغت پانے کے بعد "دار العلوم منظرِ اسلام" بریلی(ہندوستان) کورَونق بخشی، اور باقاعدہ مَسْنَدِ درس وتدریس سنبھالی، تیس ۳۰سال تک "دار العلوم منظرِ اسلام" میں تدریسی فرائض انجام دیے، بعد میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "مسجدِ بی بی جی" میں "دار العلوم مظہرِ اسلام" بھی قائم فرمایا[2]۔

بعد ازاں کثرتِ فتاویٰ اور دیگر اُمورِ دِینیہ میں مشغولیت کے باعث اس خدمت کو مزید جاری نہیں رکھ سکے[3]، البتہ غیر رسمی طَور پر وقتاً فوقتاً درس وتدریس کا یہ سلسلہ جاری رہا، اور علماء ومفتیانِ کرام حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرفِ تلمّذ پانے، اور کتبِ دِینیہ کا درس لینے کے لیے بارگاہِ نوری میں حاضری دیتے رہے، اور یہ سلسلہ تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ تک جاری رہا![4]۔

اس زمانہ میں حضور مفتیٔ اعظم سے درس لینے والی وہ عظیم ہستیاں بھی ہیں، جن کو پاک وہند کے جلیل القدر علماء وفُضلاء میں شمار کیا جاتا ہے، اور جو بجائے خود

---

(۱) دیکھیے: "پندرہ روزہ رَفاقت" ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء، مفتیٔ اعظم نمبر، حضور مفتیٔ اعظم ہند کی دینی وعلمی خدمات، ص۱۵، ملخصاً۔ "مفتیٔ اعظم" ولادت، ص۳، ۴، ملتقطاً۔

(۲) دیکھیے: "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" حضور مفتیٔ اعظم نمبر، مفتیٔ اعظم ہند... مجدِّد کیوں؟ باب اوّل، درس وتدریس، ص۱۶۱، ملخصاً۔

(۳) دیکھیے: "سامانِ بخشش" ابتدائیہ، تعلیم وتعلُّم اور فتاویٰ نویسی، ص۱۲، ۱۳۔

(۴) دیکھیے: "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم کی تدریسی خدمات، ص۲۸، ملخصاً۔

اَساطینِ مِلّت شمار کیے جاتے ہیں[1]، اس بات کا اندازہ حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ کے اسمائے گرامی پڑھ کر خُوب لگایا جاسکتا ہے۔

چند مشہور تلامذہ

حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں اور آپ سے علمی وفقہی اِستفادہ کرنے والوں میں بڑے بڑے علماء، فقہاء، مدرّسین، محققین، مفسّرین، محدّثین اور مُناظرین گزرے ہیں، جن کا شمار انتہائی جلیل القدر علماء میں ہوتا ہے، ان میں سے چند کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) محدّثِ اعظم پاکستان علّامہ سردار احمد رضوی (پاکستان) (۲) مفتیٔ اعظم پاکستان علّامہ ابو البرکات سیّد احمد رضوی (۳) شیخ الحدیث مفتی اعجاز ولی خاں رضوی (۴) شیر بیشۂ اہلِ سنّت علّامہ حشمت علی خان رضوی (۵) صدر العلماء مفتی محمد تحسین رضا خاں رضوی (۶) شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی (۷) مفتی محمد ریحان رضا خان رضوی (۸) تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں اَزہری (۹) محدّثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفی اعظمی (۱۰) استاذ العلماء مفتی محمد منظور احمد فیضی (پاکستان) (۱۱) فقیہِ مِلّت مفتی جلال الدین امجدی (۱۲) بحر العلوم مفتی عبد المنّان اعظمی (۱۳) مفتی سیّد افضل حسین مونگیری (۱۴) علّامہ قاضِی عبد الرحیم بَستوی (۱۵) مفتی مطیع الرحمن رضوی (۱۶) یادگارِ سلَف علّامہ محمد حبیب رضا خاں رضوی[2]۔

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی مفتیٔ اعظم" مقدّمہ فتاوی مفتیٔ اعظم، تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتیٔ اعظم، درس وتدریس، ۲۷۹/۱، ۲۸۰۔

(۲) دیکھیے: "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم ہند کے چند مشاہیر تلامذہ، ص۴۴، ملتقطاً۔

درسِ اِفتاء اور طریقۂ تعلیم میں امتیازی شان

تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتیٔ اعظم کا درسِ اِفتاء اور طریقۂ تعلیم منفرِد اور امتیازی شان کا حامل تھا، درسِ اِفتاء میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقۂ تعلیم کو بیان کرتے ہوئے مفتی مطیع الرحمن رضوی (مدیر عام "الادارۃ الحنفیہ" کشن گنج، بہار) فرماتے ہیں کہ "حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درسِ اِفتاء میں اس بات کا خاص طَور پر اِلتزام فرماتے تھے، کہ محض نفسِ حکم سے واقفیت نہ ہو، بلکہ اس مسئلہ کے تمام پہلو ذہن نشین ہو جائیں، پہلے آیات واحادیث سے استِدلال کرتے، پھر اُصولِ فقہ و حدیث سے اس کی تائید دکھاتے، اور قواعدِ کُلیہ کی رَوشنی میں اس کا جائزہ لے کر کتبِ فقہ سے جزئیات پیش فرماتے، پھر مزید اطمینان کے لیے "فتاوی رضویہ" یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اِرشاد نقل فرماتے، اگر مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو قولِ راجح کی تعیین دلائل سے کرتے، اور اُصولِ اِفتاء کی رَوشنی میں نشاندہی کر کے بیان فرماتے کہ فتوی کس قول پر ہے، پھر "فتاوی رضویہ" یا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد سے اس کی تائید پیش فرماتے، مگر عموماً یہ سب زبانی ہوتا تھا۔

عام طَور سے جواب بہت مختصر اور سادہ لکھنے کی تاکید فرماتے، ہاں کسی عالم کا بھیجا ہوا اِستفتاء (سوال) ہوتا، اور وہ ان تفصیلات کا طلبگار ہوتا، تو پھر جواب میں وہی رنگ اختیار کرنے کی بات ارشاد فرماتے تھے"[1]۔

طلبہ سے شفقت و محبت

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طلبہ پر بڑی شفقت فرماتے، ان سے محبت سے پیش آتے، اور ان کی مالی ضروریات کا خاص خیال رکھتے تھے، اگر کوئی طالبِ علم دینی

---

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، طریقۂ تعلیم، ص۱۱۲، ملخصاً۔ "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم کی تدریسی خدمات، ص۲۹،۳۰، ملخصاً۔

مسئلہ پوچھتا، تو پوری توجہ سے اُس کی بات سنتے اور تسلّی بخش جواب دیتے، سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر علماء اور طلبہ کے لیے خصوصی دعوت کا اہتمام کرتے، اور اُن کی خیر خواہی فرماتے، اور جو طلبہ فیضانِ علم سے مزید مستفید ہونے کے خواہاں ہوتے، حضور مفتئ اعظم اپنی رہائش گاہ پر ان کے قیام وطعام کا بندوبست فرماتے، اور تشنگانِ علم کو "فیضانِ رضا" کے بحرِ بے کراں سے رُوشناس فرماتے تھے[1]۔

دنیاوی مال ودَولت سے بے رغبتی

تاجدارِ اہلِ سنّت حضور مفتئ اعظم انتہائی درویش صفت شخصیت کے حامل تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ دنیوی مال ودَولت سے قطعاً رغبت نہیں رکھتے تھے، اگر کوئی زادِ راہ یا نذرانے کے طَور پر کچھ دینے کی کوشش کرتا، تو آپ اسے واپس کر دیتے، اور فرماتے کہ "یہ رقم غُرباء ومساکین کو دے دو، ان کا فائدہ ہو جائے گا"[2]۔

اسی طرح اگر کسی مدرسہ کے جلسہ وغیرہ میں تشریف لے جاتے، اور وہاں کے منتظمین نذرانہ وغیرہ دینے کی کوشش کرتے تو اُن سے فرماتے کہ "میں کسی بھی دینی مدرسہ سے نذرانہ وکرایہ نہیں لیتا، اور یہ تو مدارِس خود اِمداد واِعانت کے مستحق ہیں"[3]۔

قوّتِ حافظہ اور علمِ لدُنّی

اللہ رب العالمین نے حضور مفتئ اعظم کو مضبوط قوّتِ حافظہ اور علمِ لدُنّی سے نوازا تھا، جو مسئلہ یا عبارت آپ کی نظر سے ایک بار گزر جاتی ہمیشہ یاد رہتی تھی، اس بارے میں شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "بارہا ایسا ہوتا

---

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتئ اعظم" باب اوّل، مفتئ اعظم کا سوانحی خاکہ، مفتئ اعظم کی طلبہ سے شفقت ومحبت، ص۱۱۳، ۱۱۴، ملخصاً۔

(۲) ایضاً، باب ۳، عالم باعمل سرکار مفتئ اعظم، ص۲۶۳، ملخصاً۔

(۳) ایضاً۔

کہ حکم کی تایید میں کوئی عبارت نہ ملتی تو میں اپنی صواب دید سے حکم لکھ کر دیتا، کبھی دُور دراز کی عبارت سے تایید لاتا، مگر مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اُن کتابوں کی عبارتیں جو "دار الافتاء" میں نہ تھیں، زبانی لکھوا دیتے، میں حیران رہ جاتا (اور یہ سوچتا کہ) یا اللہ (بظاہر) کبھی کتاب کا مطالعہ کرتے نہیں ہیں، پھر یہ عبارتیں زبانی کیسے یاد ہیں! پیچیدہ سے پیچیدہ، دقیق سے دقیق مسائل پر بداہتہً ایسی تقریر فرماتے، کہ معلوم ہوتا تھا اس پر بڑی محنت سے تیاری کی ہے"[1]۔ ع

پیشوائے اہلِ سنّت مصطفی خاں قادری

یادگارِ اعلیٰ حضرت مصطفی خاں قادری[2]

احترامِ سادات

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتیِ اعظم اپنے والدِ گرامی امام احمد رضا اور برادرِ اکبر سرکار حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہما کی طرح ساداتِ کرام کی بڑی تعظیم و توقیر فرماتے تھے، ایک بار "عُرسِ رضوی" کے موقع پر ایک سیّد صاحب جو ابھی جوان تھے، اور دیوانوں جیسی باتیں کیا کرتے، تشریف لے آئے اور کہنے لگے کہ مجھے کھانا دو، منتظمین نے کہا: ابھی کھانا دینے میں کچھ وقت باقی ہے، سیّد صاحب دیوانگی کے عالَم میں حضور مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: دیکھیے حضرت! یہ لوگ مجھے کھانا نہیں دے رہے، میں بھوکا بھی ہوں اور سیّد بھی!۔

---

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیِ اعظم" باب اوّل، مفتیِ اعظم کا سوانحی خاکہ، طریقۂ تعلیم، صـ۱۱۳۔ "مفتیِ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیِ اعظم کا تفقّہ فی الدین، صـ۲۰،۲۱، ملخصاً۔

(۲) "مَناقبِ مفتیِ اعظم" یادگارِ اعلیٰ حضرت، صـ۴۵۔

حضور مفتیٔ اعظم نے سیّد صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس تخت پر بٹھالیا، اور ڈبڈباتی آنکھوں سے فرمایا: حضرت سیّد صاحب! پہلے آپ کو ہی کھانا ملے گا؛ کہ یہ سب آپ ہی کا ہے، وہ سیّد صاحب یہ سُن کر بہت خوش ہوئے، حضور مفتیٔ اعظم نے مولانا ساجد علی خان صاحب کو بلا کر فوراً ہدایت فرمائی کہ "سیّد صاحب کو لے جائیے، ان کی مَوجودگی میں فاتحہ دِلوائیے، اور سب سے پہلے کھانا ان کو دیجیے، یہ تبرُّک فرمالیں تو سب کو کھلائیے" اب کیا تھا! سیّد صاحب شانِ بے نیازی سے نکلے اور فرمانے لگے کہ "دیکھا! مجھے پہچاننے والے پہچانتے ہیں!"[1]۔

نماز پنجگانہ کی پابندی

حضور مفتیٔ اعظم فرائض وواجبات کی بڑی پابندی فرماتے، نماز پنجگانہ ہمیشہ وقت پر ادا فرماتے، اور چاہے سفر ہو یا حضر، کسی بھی موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ ع

ریاضت کے یہی دن ہیں، بڑھاپے میں کہاں ہمت؟

جو کچھ کرنا ہو اب کر لو، ابھی نوری جواں تم ہو![2]

اگرچہ سفر میں نماز کا اہتمام اور وقت پر ادائیگی نہایت مشکل اَمر ہے، لیکن حضور مفتیٔ اعظم اپنی پوری حیات مبارکہ میں اس پر کاربند رہے، اس سلسلہ میں پیش آنے والے واقعات کے چشم دید گواہوں کا بیان ہے کہ شہزادۂ اعلی حضرت مولانا مصطفی رضاخان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ نماز کی ادائیگی واہتمام کے لیے ٹرین (Train) چھوٹنے کی بھی

---

(۱) دیکھیے: "امام احمد رضا اور احترامِ سادات" احترامِ اَولادِ سادات، ص۸۰، ۸۱۔ "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم اور تعظیمِ سادات، ص۱۵، ۱۶۔

(۲) "سامانِ بخشش" بہارِ جاں فزاں تم ہو، نسیمِ داستاں تم ہو، ص۱۶۰۔

پرواہ نہیں فرماتے تھے، خود نماز ادا کرتے اور ساتھیوں کو بھی سخت تاکید فرماتے تھے"[1]۔

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان اَزہری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضور مفتیٔ اعظم کے تقوی سے متعلق ایک منقبت میں تحریر فرماتے ہیں کہ ؏

متّقی بن کر دِکھائے اس زمانے میں کوئی
اِیک میرے مفتیٔ اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر![2]

شعر وشاعری سے لگاؤ

حضور مفتیٔ اعظم کو شعر وشاعری سے بھی بڑا لگاؤ تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے شاعر بلکہ "استاد الشُعراء" تھے، آپ نے ہمیشہ نعتیہ شاعری فرمائی، اور "نوری" تخلُص اپنایا۔

حضور مفتیٔ اعظم کے شعری مجموعہ کا نام "سامانِ بخشش" ہے، جو دینی مکتبوں اور انٹر نیٹ (Internet) پر فری ڈاؤنلوڈنگ (Free Downloading) کے لیے باآسانی دستیاب ہے۔ ؏

فقط نسبت کا جیسا ہوں، حقیقی نوری ہو جاؤں
مجھے جو دیکھے کہہ اُٹھے: میاں "نوری میاں" تم ہو![3]

حضور مفتیٔ اعظم کے شعری مجموعہ "سامانِ بخشش" سے ایک نعت شریف کے چند اَشعار پیشِ خدمت ہیں: ؏

---

(۱) دیکھیے: "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں "میرے مفتیٔ اعظم "متقیٔ اعظم" بھی ہیں، ۱۱، ملخصاً۔

(۲) "سفینۂ بخشش" "اشکوں کا دریا، ص۱۶۶۔

(۳) "سامانِ بخشش" "بہارِ جاں فزاں تم ہو، نسیمِ داستاں تم ہو، ص۱۶۰۔

حبیبِ خدا کا نظارہ کروں میں
دل وجان اُن پر نثارا کروں میں

میں کیوں غیر کی ٹھوکریں کھانے جاؤں
ترے دَر سے اپنا گزرا کروں میں

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تِرے نام پر سب کو وارا کروں میں

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینے کی گلیاں بُہارا کروں میں[۱]

زیارتِ حرمین شریفین

حضور مفتیٔ اعظم تین ۳ بار زیارتِ حرمین شریفین اور حج کی سعادت سے مشرّف ہوئے، تینوں حج کس کس سَن میں کیے، اس بارے میں اختلاف ہے، "ماہنامہ استقامت ۱۹۸۳ء" کانپور کے مطابق، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلا حج ۱۹۰۵ء میں والدِ گرامی کے ہمراہ کیا، دوسرا حج ۱۹۴۵ء میں، اور تیسرا حج ۱۹۷۱ء میں کیا[۲]، جبکہ "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" ممبئی کے مطابق، پہلا حج ۱۹۴۶ء میں، دوسرا حج ۱۹۴۸ء، اور تیسرا حج ۱۹۷۱ء میں کیا[۳]۔

---

(۱) ایضاً، حبیبِ خدا کا نظارا کروں میں، ص۱۵۱- ۱۵۳، ملتقطاً۔
(۲) دیکھیے: "ماہنامہ اِستقامت ۱۹۸۳ء "مفتیٔ اعظم نمبر، مفتیٔ اعظم ہند ایک نظر میں، ص۲۰۔
(۳) دیکھیے: "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء "حضور مفتیٔ اعظم نمبر، آئینۂ حیات حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور مفتیٔ اعظم ایک نظر میں، پہلا، دوسرا، اور تیسرا حج، ص۷۷، ملخصاً۔

تیسری بار حجِ بیت اللہ پر جاتے وقت ہندوستانی حکومت کی جانب سے پاسپورٹ(Passport) پر تصویر لگانے کا قانون سخت ہو گیا تھا، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے بھی تصویر لگانے کا کہا گیا، حضور مفتیٔ اعظم نے بَرجستہ انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ "مجھ پر جو حج فرض تھا وہ میں نے کرلیا، اب نفل حج کے لیے اتنا بڑا ناجائز کام کرکے دربارِ مصطفوی میں کیسے حاضر ہو سکتا ہوں! میں تصویر ہرگز نہیں کھینچواؤں گا، جب اس سے قبل (دو ۲ بار) گیا تھا اُس وقت تصویر کی پابندی نہیں تھی، بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس رسولِ محترم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شریعتِ مطہّرہ میں تصویر کھینچوانا، رکھنا، بنانا سب حرام ہے، میں اُس رسولِ محترم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں تصویر کھینچوا (کر) جاؤں، یہ مجھ سے نہیں ہوگا!"۔

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اپنے اس غلام کی اِستقامت واتّباعِ سنّت کی یہ ادا پسند آئی، تو بارگاہِ رسالت میں حاضری کی سبیل بھی پیدا ہوگئی، ہوا یوں کہ حضور مفتیٔ اعظم کے احباب نے جب تصویر کے بغیر پاسپورٹ(Passport) کے لیے کوشش کی تو حکومتِ ہند اور حکومتِ سعودی عرب نے، حضور مفتیٔ اعظم کو خصوصی اِجازت نامہ جاری کیا، پھر جب آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جدّہ پہنچے تو آپ کا شاندار استقبال کیا گیا، اور جب مدینہ منوّرہ میں پیدل سفر کرتے ہوئے ننگے پاؤں داخل ہوئے، تو آنکھوں سے آنسو جاری اور جسم پر رِقت طاری تھی، اور حاضریٔ مدینہ طیّبہ کا بڑا پُرکیف واِیمان اَفروز منظر تھا"[1]۔

خلفائے کرام

تاجدارِ اہلِ سنّت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، علّامہ مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اجازت وخلافت کا شرف پانے والوں کی فہرست بڑی طویل ہے، خَوفِ طوالت کے سبب

---

(۱) دیکھیے: "مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری برکاتی نوری" ڈیجیٹل ایڈیشن، اعلیٰ حضرت ڈاٹ نیٹ، ملخصاً۔

صرف چند خلفائے کرام کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں:

(۱) محدّثِ اعظم پاکستان علّامہ سردار احمد رضوی (۲) مفسّرِ اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان (۳) غزالیٔ زماں علّامہ سیّد احمد سعید کاظمی (۴) علّامہ سیّد غلام جیلانی میرٹھی (۵) تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان اَزہری (۶) شیر بیشۂ اہلِ سنّت علّامہ حشمت علی خان (۷) شیخ الحدیث مفتی اعجاز ولی خان رضوی (۸) بحر العلوم مفتی سیّد افضل حسین مونگیری (۹) رئیس التحریر علّامہ ارشد القادری (۱۰) صدر العلماء مفتی محمد تحسین رضا خاں (۱۱) امینِ ملّت ڈاکٹر سیّد شاہ محمد امین میاں برکاتی (۱۲) شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی (۱۳) محققِ دَوراں محمد جلال الدین قادری (گجرات پاکستان) (۱۴) استاذ العلماء مفتی تقدّس علی خاں رضوی (۱۵) خطیب الہند علّامہ محمد توصیف رضا خان رضوی (۱۶) استاذ العلماء مفتیٔ اعظم پاکستان عبد القیوم ہزاروی (۱۷) مُناظرِ اہلِ سنّت مفتی محمد حسین قادری سنبھلی (۱۸) شیخ الحدیث علّامہ غلام رسول رضوی (فیصل آباد، پاکستان) (۱۹) فضیلۃ الشیخ علّامہ فضل الرحمن مدنی ابن قطبِ مدینہ ضیاء الدین مدنی (۲۰) فضیلۃ الشیخ علّامہ سیّد نور محمد مکّی (۲۱) فضیلۃ الشیخ علّامہ سیّد عباس مالکی (۲۲) فضیلۃ الشیخ علّامہ سیّد محمد علوی مالکی (۲۳) شیخ الحدیث علّامہ عبد المصطفی اَزہری (۲۴) محدّثِ کبیر علّامہ ضیاء المصطفی اعظمی (۲۵) وقارِ ملّت مفتیٔ اعظم پاکستان وقار الدین قادری رضوی (دار العلوم امجدیہ، کراچی پاکستان) (۲۶) ریحانِ ملّت مفتی ریحان رضا خان (۲۷) امینِ شریعت علّامہ سبطین رضا خان (۲۸) علّامہ قاری مصلح الدین صدیقی (۲۹) علّامہ ولی النبی رضوی قادری (جامعہ قادریہ رضویہ، فیصل آباد پاکستان) (۳۰) استاذ العلماء علّامہ منظور احمد فیضی (۳۱) فیضِ ملّت علّامہ فیض احمد اُویسی (۳۲) مفتی غلام سرَوَر قادری لاہور (۳۳) بلبلِ ہند مفتی رجب علی

نانپارَوی (۳۴) مفتی مجیب اشرف رضوی ناگپور (۳۵) شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد رضوی (۳۶) عمدۃ المحققین علّامہ بدر الدین گورکھپوری (۳۷) ادیبِ عصر علّامہ بدر القادری (ہالینڈ) (۳۸) مبلغِ اسلام ڈاکٹر غفران علی صدّیقی (۳۹) مشاہدِ ملّت علّامہ مُشاہد رضا خان حشمتی (۴۰) سیّد ریاست علی قادری رضوی (ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی پاکستان) (۴۱) سیّد شاہ تراب الحق قادری[1]۔

فتاوی نویسی

حضور مفتیٔ اعظم کو فتاوی نویسی میں کمال مہارت حاصل تھی، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کی زیرِ نگرانی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تقریباً بارہ ۱۲ سال تک فتوی نویسی فرمائی، پھر امام اہلِ سنّت کے وصال شریف کے بعد، ۱۳۴۰ھ سے ۱۳۹۵ھ تک مسندِ افتاء پر "نائبِ اعلی حضرت" اور "مفتیٔ اعظم" کی حیثیت سے فائز رہے، اور با قاعدہ فتوی نویسی فرماتے رہے، بعد ازاں علالت وکمزوری کے باعث اس سلسلے کو مزید جاری نہیں رکھ سکے، البتہ مفتیانِ کرام کی زبانی رَہنمائی کا فریضہ تادمِ آخر انجام دیتے رہے!۔

تاجدارِ اہلِ سنّت مولانا محمد مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا فتوی ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء میں "رضاعت" کے موضوع پر لکھا، اس وقت حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی عمر شریف صرف اٹھارہ ۱۸ برس تھی، اور وہ اتنا اہم مسئلہ تھا کہ جس کا جواب لکھنے کے لیے ملک العلماء علّامہ ظفر الدین بِہاری اور علّامہ مفتی سیّد عبد الرشید عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہما باہم تبادلۂ خیال کرنے کے باوُجود کسی حتمی رائے پر پہنچنے میں کامیاب

---

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب ۱۷، مفتیٔ اعظم کے چند مشاہیر خلفاء، صـ۱۰۱۰- ۱۰۱۵، ملتقطاً۔ "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم ہند کے چند مشاہیر خلفاء، خلفائے مفتیٔ اعظم ہند، صـ۴۶، ملتقطاً۔

نہیں ہو پائے تھے، اور کسی بات پر اُلجھن کا شکار ہوکر "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کر رہے تھے، شہزادۂ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا تو فرمایا کہ "فتاویٰ رضویہ" دیکھ کر جواب لکھتے ہیں؟ ملک العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "اچھا تو آپ بغیر دیکھے لکھ دیں تو جانیں!" حضور مفتیٔ اعظم نے کسی کتاب کو دیکھے بغیر ہی فوراً اس مسئلہ کا جواب تحریر فرمادیا، بعد میں جب یہ فتویٰ اِصلاح کی غرض سے امام اہلِ سنّت کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، تو حضرت امام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیکھ کر انتہائی مسرور ہوئے، اس فتویٰ کی نہ صرف تصدیق فرمائی، بلکہ انعام سے بھی نوازا، اور "ابو البرکات محی الدین جیلانی آلِ رحمٰن محمد، عُرف مصطفیٰ رضا"[1] کے نام کی مُہر بنواکر فتویٰ لکھنے کی عام اجازت عطا فرمادی![2]۔

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا کو اپنے چھوٹے بیٹے حضور مفتیٔ اعظم کی فقاہت وثقاہت پر اس قدر اعتبار واعتماد تھا، کہ اپنے بعض فتاویٰ پر ان کے تایدی دستخط کرواتے تھے[3]۔

نائب مفتیٔ اعظم، شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ عجیب اتفاق ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی پہلا فتویٰ رضاعت کا ہی لکھا تھا، اور اُن کے آئینۂ جمال وکمال حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی پہلا مسئلہ رضاعت کا ہی لکھا، اور خاص بات یہ ہے کہ اس پہلے فتویٰ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ ایک لفظ گھٹایا، اور نہ ایک لفظ بڑھایا، کوئی اِصلاح (کی ضرورت محسوس) نہ فرمائی، پہلا فتویٰ ہی حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا صحیح اور مکمل لکھا تھا، کہ اس میں کہیں انگلی رکھنے کی جگہ نہ تھی"[4]۔

---

(۱) دیکھیے: "پندرہ روزہ رَفاقت" ۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء، مفتیٔ اعظم نمبر، حضور مفتیٔ اعظم ہند کی دینی وعلمی خدمات، ص۱۵۔

(۲) دیکھیے: "فتاویٔ مفتیٔ اعظم" مقدّمہ فتاویٔ مفتیٔ اعظم، تقدیم، دشواریٔ اِفتاء، ۱/۱۴، ملخصاً۔

(۳) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، مفتیٔ اعظم کی فتویٰ نویسی کا آغاز، ص۱۲۶۔

(۴) دیکھیے: "فتاویٔ مفتیٔ اعظم" مقدّمہ فتاویٰ مفتیٔ اعظم، تقدیم، دُشواریٔ اِفتاء، ۱/۱۴، ۱۵، ملخصاً۔

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی مزید فرماتے ہیں کہ "میں نے بریلی شریف کے ایامِ قیام میں پچیس ۲۵ ہزار مسائل لکھے، جن میں دس ۱۰ ہزار کے لگ بھگ وہ مسائل ہیں جن پر حضرت (مفتیٔ اعظم) کی اِصلاح ہے، کاش وہ سب محفوظ ہوتے تو ایک اہم خزانہ محفوظ ہوتا! پھر دنیا دیکھ لیتی کہ حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تبحُّرِ علمی، دِقّتِ نظر، نکتہ رَسی کس حد تک پہنچی ہوئی تھی!"[1]۔

"صدر العلماء" اور "مفتیٔ اعظم" کے اَلقاب

۲۵ صفر المظفّر ۱۳۴۷ھ/ اگست ۱۹۲۸ء کو "خانقاہِ عالیہ رضویہ" بریلی شریف کے ایک عظیم الشان اجتماع میں، ہندوستان بھر کے علماء کی مَوجودگی میں تاجدارِ اہلِ سنّت مولانا مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "صدر العلماء" اور "مفتیٔ اعظم" کے لقب سے نوازا گیا، اور اس اِجلاس میں جو تجاویز پاس کی گئیں، اُن میں تجویز نمبر ۳ کے تحت شہزادۂ اعلی حضرت مولانا مصطفی رضا خان کو "صدر العلماء" اور "مفتیٔ اعظم" لکھا گیا[2]۔ ع

مفتیٔ اعظمِ دینِ خیر الوریٰ ہو

مَظہرِ حضرت شاہِ غوث الوریٰ ہو![3]

"قاضیٔ اسلام" کا منصب

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بریلی شریف میں "دار القضاء شرعی" کا قیام فرمایا، تو حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی اور حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفی رضا

---

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب ۴، مفتیٔ اعظم اپنے فضل وکمال کے آئینے میں، جلالتِ علم، ص۳۲۷، ۳۲۸۔ "مفتیٔ اعظم ہند اپنے فضل وکمال کے آئینے میں" میرے مفتیٔ اعظم کا تفقُّہ فی الدین، ص۲۰، ملخصاً۔

(۲) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب اوّل، مفتیٔ اعظم کا سوانحی خاکہ، مولانا مصطفی رضا کو مفتیٔ اعظم کا خطاب، ص۱۳۶۔

(۳) "مناقبِ مفتیٔ اعظم" فقیہِ زمانہ، ص۳۳۔

خان رحمۃ اللہ علیہما کو قاضئ شرع اور مفتی کا منصب عطا کیا، اور فرمایا کہ "شریعت کی جانب سے اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے، جو اختیار مجھے عطا فرمایا ہے، اس بنا پر میں ان دونوں کو اس کام پر مامور کرتا ہوں! نہ صرف مفتی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو قاضِی مقرّر کرتا ہوں! کہ ان کے فیصلے کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک قاضئ اسلام کی ہوتی ہے"۔ یہ فرمانے کے بعد امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان دونوں حضرات کو اپنے سامنے تخت پر بٹھایا، اور اس کام کے لیے قلم دوات وغیرہ سپرد کیا[1]۔

حضور مفتئ اعظم کا تفقہُ فی الدین

حضور مفتئ اعظم علم و فضل اور فقاہت کے اعتبار سے ایک بحرِ بے کراں تھے، جس کی واضح جھلک آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تصنیفات اور فتاوی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے، آپ کے تبحّرِ علمی اور تفقہُ فی الدین سے متعلق چند مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

انجکشن (Injection) لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱) انجکشن (Injection) سے روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ جب پہلی بار مفتیانِ کرام کے سامنے آیا، تو بیشتر علماء متردِد رہے، بعض مفتیانِ کرام نے فتوی دیا کہ انجکشن (Injection) لگوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا؛ کیونکہ انجکشن کی سیال دوائیں (Liquid Medicines) معدے میں پہنچتی ہیں، اور خارج سے کسی چیز کا معدہ میں پہنچنا روزہ ٹوٹنے کا باعث ہے۔

بعض مفتیانِ کرام نے یہ فتوی دیا کہ گوشت میں انجکشن لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، البتہ رگ (Vein) میں لگایا تو روزہ فاسد ہو جائے گا؛ کیونکہ انجکشن

---

(۱) دیکھیے: "حیاتِ صدر الشریعہ" منصبِ اِفتاء وقضاء کی تفویض، ص۴۵۔ "ماہنامہ اِستقامت ۱۹۸۳ء" مفتئ اعظم نمبر، مفتئ اعظم ہند ایک تاریخ ساز شخصیت، دار القضاء شرعی کا قیام، ص۲۴، ملخصاً۔

(Injection) کی سیال دوائیں (Liquid Medicines) گوشت سے معدے (Stomach) میں نہیں پہنچتیں، اور رگ (Vein) سے معدہ میں پہنچ جاتی ہیں۔

جب یہ مسئلہ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی بارگاہ میں آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "انجکشن (Injection) گوشت میں لگوایا جائے چاہے رگ (Vein) میں، کسی بھی صورت میں اس کی سیال دوائیں (Liquid Medicines) مَنفذ (route) کے ذریعے معدہ تک نہیں پہنچتیں، بلکہ مسامات (Pores) کے ذریعے پہنچتی ہیں، لہذا (بہر صورت) روزہ فاسد نہیں ہوگا"[1]۔

انسان کا چاند تک پہنچنا اسلامی اُصول کے خلاف نہیں

(۲) جب چاند پر پہلا قدم رکھنے کے لیے رُوس (Russia) اور امریکہ (America) ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے، تب بعض مفتیانِ کرام نے اسے رُوس اور امریکہ کا جنون قرار دیا، اور کہا کہ "چاند آسمان کے اندر ہے، اور آسمان تک کسی غیر مسلم کا پہنچنا مُحالِ شرعی ہے، لہذا رُوس یا امریکہ کے چاند پر پہنچنے میں کامیاب ہو جانے کا خیال، اسلامی اُصول کے خلاف ہے"[2]۔

حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن مفتیانِ کرام اور گومگو کی کیفیت سے دوچار اُمّتِ مسلمہ کی رَہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ "جب چاند کی طرف نگاہ اٹھائی جاتی ہے تو وہ آسمان کے نیچے دِکھائی دیتا ہے، صحابیٔ رسول حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفسیر کے مطابق بھی سورج، چاند اور ستارے سبھی زمین وآسمان کے درمیان مسخّر ہیں[3]، لہذا

---

(۱) دیکھیے: "فتاویٔ مفتیٔ اعظم" "مقدمہ فتاویٔ مفتیٔ اعظم، تقدیم، تفقُّہ فی الدین، ۱۶/۱، ملخصاً۔

(۲) ایضاً، ۱۷، ملخصاً۔

(۳) انظر: "رُوح البیان" پ ۲۹، سورۃ نوح، تحت الآیۃ: ۱۶، ۱۰/ ۱۷۸، ملخصاً۔

مُشاہدہ اور روایات دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ چاند آسمان کے نیچے ہے، اور جب چاند آسمان کے نیچے ہے، تو چاند پر پہنچنے سے آسمان پر پہنچنا کہاں لازم آتا ہے؟ کہ چاند پر پہنچنا مُحالِ شرعی ہو جائے! لہذا ہمارے نزدیک انسان کا چاند تک پہنچنا ممکن ہے، اور اگر کسی مشینی ذریعہ سے انسان چاند تک پہنچ جائے، تو اس سے اسلام کا کوئی اُصول مجروح نہیں ہو گا"[1]۔

نَس بندی (Sterilization) کے خلاف فتوی

(۳) ۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۷ء میں جب ہندوستانی حکومت نے جبری طَور پر نَس بندی (Sterilization) کا قانون نافذ کیا، اور لوگوں کو پکڑ کر زبردستی نس بندی کی جانے لگی، تب علمائے حق نے اس پر سخت احتجاج کیا، جس کی پاداش میں باغی قرار دے کر بعض حضرات کو جیلوں میں قید کر دیا گیا، اور بعض علماء کی سخت نگرانی شروع کر دی گئی، جبکہ دیگر فرقوں کے بعض موقع پرست کانگریسی مفتیوں نے حکومت کی خوشنودی کے لیے نَس بندی کے جواز کا فتوی جاری کر دیا، اُس وقت پاسبانِ شریعت حضور مفتیٔ اعظم نے ہندوستانی حکومت کے مقابل کلمۂ حق بلند کیا، اور بڑی جرأت سے نس بندی کے عدم جواز کا فتوی جاری کیا، اور اپنے اس فتوی کو ہندوستان کے طُول وعرض میں تقسیم کروایا، حکومت نے آپ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی گرفتاری کا آرڈر جاری کیا، لیکن ایک صوبائی وزیر اور سابق اسپیکر (اُترپردیش) نے حکومت کو خبردار کرکے اور مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ "اگر مفتیٔ اعظم کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈالی گئی، تو اُن کے ماننے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد بطور احتجاج سڑکوں پر نکل آئے گی، اور پورا ہندوستان خون میں

---

(۱) دیکھیے: "فتاوی مفتیٔ اعظم" مقدّمہ فتاوی مفتیٔ اعظم، تقدیم، تفقُّہ فی الدین، ۱/۱۷، ملخصاً۔

ڈُوب جائے گا، جس کی وجہ سے حکومت اپنے عزائم میں ناکام رہی، اور حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی گرفتاری کا منصوبہ خاک میں مل گیا[1]۔ ع

امام احمد رضا کے مَظہر وآئینۂ تاباں

حقیقت آشنا وحق بیاں ہیں مفتیٔ اعظم[2]

"فتنۂ اِرتِداد" اور "تحریکِ شدھی" کا اِنسداد

پاسبانِ مذہب وملّت حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا دَور نہایت پُرآشوب تھا، اُس دَور میں نت نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے، جن کی وجہ سے اُمّت مسلمہ مشکلات سے دوچار تھی، "شدھی تحریک" بھی انہی فتنوں میں سے ایک تھی، ہندوؤں نے اس تحریک کے ذریعے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ وگمراہ کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا، جس کے باعث لاکھوں مسلمان مرتَد ہو گئے، ایسے پُر فتن ماحَول میں حضور مفتیٔ اعظم نے "جماعت رضائے مصطفی" کو اپنا پلیٹ فارم (Platform) بنایا، شہر شہر، بستی بستی جاکر "فتنۂ اِرتِداد" کی بیخ کنی فرمائی، اور لاکھوں لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کیا!۔

"فتنۂ اِرتِداد" اور "تحریک شدھی" کے اِنسِداد میں حضور مفتیٔ اعظم کا کردار انتہائی مثالی تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے جس جہدِ مسلسل اور جانفشانی سے "تحریکِ شدھی" کا اِنسداد فرمایا، اس کا حال بیان کرتے ہوئے شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ "اس وقت کی مسلمانوں کی ساری تنظیمیں خاموش تھیں، تمام خانقاہوں پر جُمود طاری تھا، سارے مسلمانوں کے مقتدا بننے والے چُپ سادھے

---

(۱) ایضاً، ایمرجنسی دَور کا ایک یادگار فتوی، ۱/۲۱، ۲۲، ملخصاً۔

(۲) "مَناقبِ مفتیٔ اعظم" میرِ کارواں، ص۲۵۔

تھے، مگر مجدّدِ اعظم کے وارثِ علم و فضل، حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے رہا نہ گیا، تن بتقدیر یکا و تنہا اپنے چند رُفقاء کو لے کر اس طوفان کا مقابلہ کرنے کے لیے نکل پڑے، اس فتنے کا زور نواحِ "آگرہ" میں بہت تھا، لہٰذا آگرہ کو مرکز بنا کر دیہاتوں کا پیدل دَورہ شروع کر دیا، جب اِطلاع ملتی کہ وہ (تحریکِ شدھی کا سرکردہ کانگریسی) لیڈر فُلاں جگہ گیا ہے، وہیں تشریف لے جاتے، جگہ جگہ اس کا پیچھا کرتے، اور ساتھ ہی ساتھ بطور حفظِ ماتقدّم اُن دیہاتوں میں بھی تشریف لے جاتے جہاں ابھی اس کا گزر نہیں ہوا تھا۔

ایک دو دن نہیں، برسہا برس اس (فتنے کی سرکوبی) میں مصروف رہے، گرمی ہو یا جاڑا (سردی) ہو، یا برسات ہو، کسی کی پرواہ نہیں کی، ناز و نعمت میں پلا ہوا ایک رئیس شہزادہ، جو کبھی چند قدم پیدل نہ چلا ہو، مِیلوں پیدل چل رہا ہے، جاڑوں (سردیوں) کی برفیلی ہوائیں، گرمیوں کے لُو کے جھکڑ سب کچھ سہتا ہے، بے پڑھے لکھے سیدھے سادے مسلمانوں کے اِیمان کی حفاظت کے لیے جہدِ مسلسل میں مصروف ہے، پھولوں کی سیج پر سونے والا شہزادہ زمین کے فرش پر سو رہا ہے! نہ کھانے کی پراوہ، نہ آرام کا خیال، دُھن ہے تو یہ ہے کہ جس طرح ہو مسلمانوں کو بچایا جائے، کیا راہِ خدا میں اس قسم کے جہادِ مسلسل کی اس دَور میں اَور کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟!

حقیقت یہ ہے کہ حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا اس ہولناک فتنۂ اِرتداد کے مقابلے کا کارنامہ، تاریخِ اسلام کا وہ زرّیں باب ہے جو ہمیشہ درخشاں رہے گا! لیکن افسوس یہ ہے کہ اس (مجاہدانہ کردار) کی تفاصیل آج مل نہیں سکتیں، ورنہ دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی!""[1]۔ ع

(۱) دیکھیے: "جہانِ مفتیٔ اعظم" باب ۴، مفتیٔ اعظم اپنے فضل و کمال کے آئینے میں، فتنۂ اِرتداد، ص۳۳۔ "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" حضور مفتیٔ اعظم نمبر، مفتیٔ اعظم ہند... مجدِّد کیوں؟ باب ۲، شدھی تحریک، ص۱۷۵، ملخصاً۔

نکل آئے ہیں فتنے نَو بہ نَو ایسے میں اے آقا
خدارا پھر دِکھا دیجیے وہ صورت مفتیٔ اعظم![1]

"خاکسار تحریک" اور اس کے بانی عنایت اللہ مشرقی کا رَدّ

"خاکسار تحریک" بھی فرقہائے باطلہ کی طرح ایک فرقہ تھا، اس کا بانی عنایت اللہ مشرقی تھا، جس نے انگریزوں کے اشارے پر مسلمانوں کو مذہب سے بیزار کرنے اور ان میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی، اور اس مقصد کی غرض سے ایک تفسیر بھی لکھی، صدر العلماء علّامہ مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "خاکسار تحریک" اور اس کے بانی عنایت اللہ مشرقی کا رَدّ فرمایا، اور اس سلسلے میں تین ۳ فتاوی بھی جاری فرمائے"[2]۔ ؏

تیرے فتوؤں سے ہو گئے تازہ
سب کے اِیمان مفتیٔ اعظم![3]

وِصال شریف

قطبِ عالَم حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفی رضا خان قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال شریف، شبِ جمعہ ۱۴ محرّم الحرام ۱۴۰۲ھ / ۱۲ نومبر ۱۹۸۱ء کو، رات ایک بج کر چالیس ۴۰ منٹ پر ہوا، اور آپ کلمہ طیّبہ کا وِرد کرتے ہوئے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، یقیناً حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وِصال شریف عالَمِ اسلام کے لیے کسی بہت بڑے سانحہ سے کم نہیں تھا! ؏

---

(۱) "مَناقبِ مفتیٔ اعظم" گل شاداب باغستان ملّت مفتیٔ اعظم، ص۱۳۱۔
(۲) دیکھیے: "سالنامہ یاد گار رضا ۲۰۰۶ء "حضور مفتیٔ اعظم نمبر، مفتیٔ اعظم ہند... مجدِّد کیوں؟ باب ۲، خاکسار تحریک اور اس کے بانی مشرقی کا رَدّ، ص۱۷۳، ملخصاً۔
(۳) "مَناقبِ مفتیٔ اعظم" خراجِ عقیدت، ص۳۹۔

سر سے سایہ اُٹھ گیا ہے، کیوں نہ ہوں غم سے نڈھال

ہم کو اے یونس سہارا مفتیِ اعظم کا تھا![1]

صدر العلماء علّامہ مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے وِصال شریف کی خبر دنیا بھر کے مشہور ریڈیو اسٹیشنوں (Radio stations) سے نشر کی گئی[2]۔ ؏

عظمتِ دیں کا پاسباں جاتا رہا

بارگاہِ مصطفی کا مدح خواں جاتا رہا

جس کی بے باکی عطا کرتی تھی سب کو ہمتیں

عزم وِاستقلال کا کوہِ گِراں جاتا رہا[3]

نمازِ جنازہ اور مزارِ پُرانوار

حضور مفتیِ اعظم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی نمازِ جنازہ اگلے روز بعد نمازِ جمعہ، تین ۳ بج کر پندرہ ۱۵ منٹ پر "اسلامیہ کالج" کے وسیع میدان میں ادا کی گئی، جس میں بلا مُبالغہ لاکھوں اَفراد نے شرکت کی سعادت پائی، بعد ازاں بریلی شریف (ہندوستان) میں ہی والدِ گرامی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے بائیں پہلو میں دفن کیے گئے، جہاں آپ کا مزارِ پُرانوار آج بھی مَرجع خلائق ہے[4]۔

---

(۱) "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" حضور مفتیِ اعظم نمبر، اللہ اللہ مرتبہ کیا مفتیِ اعظم کا تھا، ص۱۰۹۔

(۲) دیکھیے: "جہانِ مفتیِ اعظم" باب اوّل، مفتیِ اعظم کا سوانحی خاکہ، تاریخِ وصال، جنازہ اور عمر شریف، ص۱۳۰، ملخصاً۔

(۳) دیکھیے: "پندرہ روزہ رَفاقت "۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء، مفتیِ اعظم نمبر، منقبت، ص۱۲۔

(۴) دیکھیے: "جہانِ مفتیِ اعظم" باب اوّل، مفتیِ اعظم کا سوانحی خاکہ، تاریخِ وصال، جنازہ اور عمر شریف، ص۱۳۰، ملخصاً۔ "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" حضور مفتیِ اعظم نمبر، مفتیِ اعظم ہند... مجدِّد کیوں؟ باب اوّل، وصالِ پاک، ص۱۶۴، ملخصاً۔

پندرہویں صدی کا مجدّد

حضور مفتیٔ اعظم کی علمی ودینی خدمات اور تجدیدی کارناموں کے پیشِ نظر، برِ صغیر پاک وہند کے سینکڑوں علماء کی جانب سے متفقہ طور پر، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پندرہویں صدی کا مجدِّد قرار دیا گیا[1]، جو آپ کے علمی مقام ومرتبہ اور جلالتِ شان کی ایک رَوشن دلیل ہے!۔ ع

فقیہِ بے بدل ہو فردِ واحد مفتیٔ اعظم

مجدِّد ایسے ہو ابنِ مجدِّد مفتیٔ اعظم[2]

دعا

اے اللہ! ہمیں علمائے دین اور اپنے اکابر کے ادب واحترام کی توفیق عطا فرما، حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرما، اُن کے مشن کو جاری رکھنے کا جذبہ عنایت فرما، اور اُن کے مزارِ پُر انوار پر اپنی کروڑہا رحمتیں کا نازل فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه ونورِ عرشِه، سيِّدِنا ونبيِّنا وحبيبِنا وقرّةِ أعيُنِنا محمّدٍ، وعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.

---

(۱) دیکھیے: "سالنامہ یادگارِ رضا ۲۰۰۶ء" حضور مفتیٔ اعظم نمبر، مفتیٔ اعظم ہند... مجدِّد کیوں؟ باب باب اوّل، ص ۱۵۵، ملخصاً۔

(۲) "مَناقبِ مفتیٔ اعظم" تمہارے اعلی حضرت قبلہ والد مفتیٔ اعظم، ص ۷۔